بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیر خواہی کرنے کی فضیلت

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دار العلوم حیدر آباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب	:	خیر خواہی کرنے کی فضیلت
مؤلف کتاب	:	مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی
		(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)
صفحات	:	۴۰
قیمت	:	۲۰/روپے
کمپیوٹر کتابت	:	مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری
تزئین وسیٹنگ	:	قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپرایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبدالرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئی ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)
فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست مضامین

عرض مرتب	۶
حضرت ہود علیہ السلام اور نصح وخیرخواہی	۸
حضرت نوح علیہ السلام اور نصح وخیرخواہی	۸
حضرت صالح علیہ السلام اور نصح وخیرخواہی	۸
حضرت شعیب علیہ السلام اور نصح وخیرخواہی	۹
سلفِ صالحین اور نصح وخیرخواہی	۹
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا ارشاد	۱۰
عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ارشاد	۱۰
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ	۱۰
حضور ﷺ کا جریر رضی اللہ عنہ سے خیرخواہی پر بیعت	۱۰
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے درمیان خط وکتابت	۱۱
سامان خریدتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل	۱۲
سامان بیچتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا معمول	۱۲
حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے وفات پر حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی تقریر	۱۳
بائع کے ساتھ خیرخواہی کا نادر نمونہ	۱۳
نصح کا مفہوم	۱۴

خیرخواہی کی اہمیت	۱۵
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۵
حسن بصری رضی اللہ عنہ کی صراحت	۱۵
خیرخواہی قول وفعل دونوں سے ہو	۱۶
نصیحت کا حکم	۱۷
مشورہ لینے والوں کے ساتھ خیرخواہی	۱۷
غیر موجود شخص کے ساتھ خیرخواہی	۱۸
دعا کرنا بھی خیرخواہی ہے	۱۹
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مومنین کے لئے استغفار کا حکم	۲۰
حضرت نوح علیہ السلام کی دعا	۲۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۲۰
فرشتوں کی دعا کا استحقاق	۲۰
غائب شخص کے حق میں دعا جلد قبول ہوتی ہے	۲۱
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا معمول	۲۲
گھر میں بلی رکھنے سے انکار	۲۲
ظالموں پر رحم	۲۳
چور کے انجام بد کا احساس	۲۳
بددعا سے گریز	۲۴
اسلاف کی خیرخواہی کے چند مظاہر	۲۴
ایک جامع حدیث	۲۹
اللہ کے ساتھ خیرخواہی	۳۰
اللہ کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم	۳۰

اللہ کے ساتھ خیرخواہی کے درجات	۳۱
کتاب اللہ کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم	۳۲
اللہ کے رسول کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم	۳۳
ائمہ مسلمین کے ساتھ خیرخواہی	۳۴
ائمہ مسلمین کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم	۳۵
ائمہ مسلمین کو نصیحت کب کی جائے؟	۳۵
ائمہ مسلمین کو نصیحت کیسے کرے؟	۳۵
ماتحتوں کے ساتھ خیرخواہی	۳۷
عامۃ المسلمین کے ساتھ نصیحت کا مفہوم	۳۸
نصیحت کے وقت درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھے	۳۹

عرض مرتب

ایک مسلمان کی بھلائی چاہنا، اس کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ کرنا اور اچھے امور کی طرف اس کی رہنمائی کرنا اس کا حق ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں :

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، چھینک آئے تو الحمدللہ کہے، دعوت دے تو قبول کرے، بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے، انتقال ہوجائے تو وہاں موجود رہے اور جب وہ سامنے نہ ہو تو اس کے ساتھ خیرخواہی کا معاملہ کرے۔

(مسند اسحاق بن راہویہ رقم: ۳۲۸)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: اس میں بھی مذکورہ امور ہی کو شمار کیا گیا ہے؛ البتہ اس میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ذکر موجود ہو تو بھی اور موجود نہ ہو تو بھی دونوں صورتوں میں ہے، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ - (ترمذی، رقم: ۲۷۳۷)

اور مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرے خواہ وہ سامنے موجود ہو یا نظروں سے دور ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرنا ہر حال میں اس کا حق ہے اور بعض احادیث میں جو غائبانہ خیرخواہی کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سامنے موجود ہو تو اس کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ نہیں کرنا چاہئے ؛ بلکہ یہ سمجھانا مقصود ہے کہ سامنے تو ہر کوئی ایک دوسرے کے ساتھ خود کو خیرخواہ ثابت کرتا ہے ؛ البتہ غائبانہ بھی ہو تو اس میں تملق ، چاپلوسی اور

دکھاوا مقصود نہیں ہوتا ہے، واقعی محبت اور اخلاص پر مبنی وہ خیر خواہی ہوتی ہے، اس پہلو پر توجہ دلانے کے لئے بعض احادیث میں صرف غائبانہ خیر خواہی کا ذکر ہے۔ (جامع العلوم والحکم: ۱/ ۲۲۴، الحدیث السابع الدین النصیحۃ)

اسی طرح اگر کوئی کسی معاملہ میں مشورہ لے یا نصیحت کا طالب ہو تو صحیح مشورہ دینا اور اس میں اس کی خیر خواہی کرنا بھی اس مسلمان کا حق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے:

وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ۔(مسلم شریف، رقم : ۲۱۶۲)

اور جب تم سے نصیحت و خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرو۔

نصوص بالا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا خواہ وہ مطالبہ کرے یا نہ کرے، اسی طرح وہ سامنے موجود ہو یا نہ ہو، بہر صورت اس کا حق ہے اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے تعلق سے فکرمند رہنا چاہئے۔

اسی نصح و خیر خواہی سے متعلق کچھ تفصیلات اگلے صفحات میں درج کی جاتی ہیں ؛ تاکہ موجودہ حالات میں آپسی تعلقات کی استواری میں مدد ملے، آپسی محبت کا فروغ ہو، دوری کا خاتمہ ہو اور تمام مسلمان آپس میں شیر و شکر بن کر زندگی گذار سکیں، **واللّٰہ ولی التوفیق وبیدہ الخیروھو علی کل شیء قدیر وبقدرتہ تتم الصالحات، والحمد للّٰہ اولا وآخرا، وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔**

۵/ رجب ۱۴۴۱ھ	محمد جمال الدین قاسمی
م: ۲۹/ ۲/ ۲۰۲۰ء	مقیم دار العلوم حیدرآباد

انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت اللہ تعالیٰ کے بعد انسانیت کی سب سے بڑی خیر خواہ جماعت تھی، اپنی اپنی قوم کے تعلق سے جیسی ان کو فکر مندی تھی اور خدا سے ان کا رشتہ جوڑنے اور مضبوط کرنے کے بارے میں جس دلسوزی سے وہ حضرات کام لیا کرتے تھے، وہ انہی کا حصہ ہے، کوئی دوسرا ان کی ہم سری کا دعوی بھی نہیں کرسکتا اور اس میں وہ حضرات اتنا آگے بڑھ جاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے روکنا پڑتا تھا۔ (۱) کئی انبیاء کے بارے میں نصح و خیر خواہی کا ذکر قرآن پاک میں مذکور ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام اور نصح و خیر خواہی

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاَتِ رَبِّىْ وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِيْن(۲)

میں تمہیں پیغامات پہنچاتا ہوں اپنے رب کے، اور میں تمہارا قابل اعتماد خیر خواہ ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور نصح و خیر خواہی

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاَتِ رَبِّىْ وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لاَ تَعْلَمُوْن-(۳)

تمہیں پیغامات پہنچاتا ہوں اپنے رب کے، اور خیر خواہی کرتا ہوں تم سب کی، اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت صالح علیہ السلام اور نصح و خیر خواہی

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے یوں فرمایا:

(۱) الشعراء:۳۔ (۲) الاعراف:۶۸۔ الاعراف:۶۲۔

يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لاَّ تُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ-(۱)

اے میری قوم! میں نے تو پہنچا دیا تھا تم کو پیغام اپنے رب کا، اور پوری خیر خواہی کی تھی تمہارے لئے، مگر تم لوگ ہو کہ تم پسند ہی نہیں کرتے اپنے خیر خواہوں کو۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور نصح وخیر خواہی

اور حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم پر اتمامِ حجت کر دی اور قوم اپنی ضد وعناد اور ہٹ دھرمی پر تلی رہی تو آخر میں انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالاَتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ.(۲)

اے میری قوم! بیشک میں نے پہنچا دیئے تم کو پیغامات اپنے رب کے، اور پوری طرح خیر خواہی کی تمہارے لئے۔

سلفِ صالحین اور نصح وخیر خواہی

انبیائے کرام علیہم السلام کے نقش قدم پر چلنے والے جن کو صلحاء، دیندار اور متقی کہا جاتا ہے، وہ بھی عام مسلمانوں کے تعلق سے شفقت و ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتے تھے، اور جن کا تعلق خدائے تعالیٰ سے جتنا زیادہ استوار ہوتا تھا، اس کے بقدر مخلوق خدا سے ان کو ہمدردی اور خیر خواہی ہوا کرتی تھی، حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ارشاد فرماتے تھے کہ جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم چاہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب بندے وہ حضرات ہیں جو بندوں میں اللہ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور انہیں ایسے اعمال کی ترغیب دیتے ہیں، جس سے اللہ ان سے محبت کرنے لگیں اور روئے زمین پر نصح وخیر خواہی کو عام کرتے ہیں۔(۳)

(۱) الاعراف:۷۹۔ (۲) الاعراف:۹۳۔

(۳) جامع العلوم والحکم: ۱/ ۲۲۴، الحدیث السابع۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب اور ان سے خصوصی تعلق قائم ہوا ہے، میرے خیال میں نماز وروزے کی کثرت سے نہیں ہوا؛ بلکہ سخاوت، دل کی صفائی اور لوگوں کے ساتھ خیرخواہی کے نتیجے میں حاصل ہوا۔(۱)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بہتر اور افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ سے خیرخواہی سب سے اچھا عمل ہے،(حوالہ سابق) ظاہر ہے کہ جو اللہ کے ساتھ خیر خواہی کرے گا وہ اس کی مخلوق کے ساتھ ضرور خیرخواہی کرے گا، بعض اسلاف سے منقول ہے کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ ساری مخلوق اللہ کی مطیع وفرمانبردا ہوجائے، اگرچہ اس جدو جہد میں میرے گوشت کو قینچی سے کاٹ ڈالے جائیں۔(۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ

ابن علَیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو نمایاں مقام ہے اور ان میں سب سے بڑھ کر صاحب فضل وکمال ہیں، اس کا سبب صرف نماز اور روزہ نہیں ہے؛ بلکہ ان کو یہ مقام ان کے دلی احوال کی وجہ سے حاصل ہوا، ان کے دل میں اللہ کی محبت اور مخلوق سے خیرخواہی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔(۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جریر رضی اللہ عنہ سے خیرخواہی پر بیعت

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اے جریر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ مجھ سے کس چیز پر بیعت لینا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام لانے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرنے پر بیعت کرو۔(۴)

(۱) جامع العلوم والحکم: ۱/ ۲۲۴، الحدیث السابع۔ (۲) حوالہ سابق۔
(۳) حوالہ سابق، ص: ۲۲۵۔ (۴) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۳۴۶۵

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب ایک جگہ کے گورنر تھے تو اس وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ابتداء جو بیعت کی تھی اس میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا ذکر نہیں ہوا تھا، میں بیعت سے فارغ ہو کر جب واپس جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میں صرف مذکورہ امور پر بیعت کرنے سے راضی نہیں ہوں، تم اس بات پر بھی مجھ سے بیعت کرو کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کیا کرو گے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر بھی بیعت کی۔(۱)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ کے دست مبارک پر ہجرت کرنے کی بیعت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر مجھ سے بیعت لے لی اور یہ شرط بھی لگائی کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرو گے، میں نے اس شرط کو قبول کیا اور اس پر بھی بیعت کی۔(۲)

ان احادیث سے نصح و خیر خواہی کی اور زیادہ اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر دوبارہ اس پر بیعت لی اور اپنی طرف سے اس کا اضافہ کر کے اس پر بھی بیعت لی؛ البتہ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور پر بیعت لی تھی ان میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی ابتداء ہی سے شامل تھی۔(۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے درمیان خط و کتابت

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کو ایک فوج تیار کرنے کا حکم دیا، کوفہ میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے بھی قیام پذیر تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک خصوصی خط لکھا کہ فوج میں شرکت آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے صاحبزادے کے لئے ضروری نہیں ہے، میں آپ دونوں کا اس سے استثناء کرتا ہوں، حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواباً خط لکھا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۲۴۵۷، المستظل بن حصین عن جریر۔
(۲) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۲۴۶۴، زیاد بن علاقۃ عن جریر۔
(۳) دیکھئے: بخاری، حدیث نمبر: ۵۷، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة الخ۔

اسلام پر بیعت کی، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کی بھی شرط لگائی تھی، اگر آپ ترتیب دی جانے والی فوج میں ہم لوگوں کی شرکت کے تعلق سے سنجیدہ ہیں تو ہم اس میں ضرور شریک ہوں گے، ورنہ ہم اتنا مال ضرور دیں گے جس سے ایک فوجی کی ضرورت پوری ہو سکے۔(۱)

سامان خریدتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل

حضرت جریر رضی اللہ عنہ جس کسی سے کوئی سامان خریدتے اور ثمن بیچنے والے کو حوالہ کر دیتے تو فرماتے:

> میں نے تم سے جو چیز خریدی ہے ظاہر ہے کہ وہ مجھے پسند ہے اور جو ثمن ہم نے تمہارے حوالہ کیا ہے وہ اس سامان کے مقابلہ میں مجھے محبوب نہیں ہے، اب تم کو ایک بار پھر غور کر لینا چاہئے کہ تم یہ سامان مجھ سے بیچنے پر راضی ہو یا نہیں؟ تمہیں اختیار ہے چاہے اپنا سامان اپنے پاس رکھو یا سامان مجھے دے کر اس کا ثمن تم لے لو۔(۲)

سامان بیچتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا معمول

جس طرح سامان خریدتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سامان بیچنے والے کو اچھی طرح غور و فکر کرنے کی تلقین کرتے تھے، اسی طرح جب آپ رضی اللہ عنہ کوئی سامان بیچتے تو خریدنے والے کو سامان کے عیوب اور اس کی خرابی سے اچھی طرح واقف کرا دیا کرتے تھے، پھر فرمایا کرتے:

> اب تمہیں اختیار ہے، چاہو تو لو ورنہ چھوڑ دو، بعض حضرات ان سے کہتے کہ آپ اس طرح اگر سامان فروخت کریں گے تو گھاٹے میں رہیں گے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرنے کے تعلق سے کی ہے اور

(۱) الطبقات الکبری: ۱/۷۸۱، تذکرہ جریر بن عبداللہ۔

(۲) السنن الکبری، حدیث نمبر: ۱۰۴۵۱، باب المتبایعان بالخیار۔

عیوب کو چھپا کر سامان فروخت کرنا خیر خواہی کے خلاف ہے؛ اس لئے میں یہ کام ہرگز نہیں کرسکتا۔(۱)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے وفات پر حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی تقریر

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ کوفہ کے گورنر تھے، ۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا، ایک روایت کے مطابق انہوں نے اپنا نائب اپنے صاحبزادے عروہ کو بنایا تھا اور دوسری روایت کے مطابق حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔(۲) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے انتقال کے بعد لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی، جس میں لوگوں سے پُرسکون رہنے کی اپیل کی اور جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کسی گورنر کی تقرری نہیں ہوتی ہے، اس وقت تک کوئی اقدام نہ کریں اور جلد ہی وہ اس کا انتظام کریں گے، پھر فرمایا کہ اپنے سابق گورنر کے لئے دعائے مغفرت کرو، اگر ان سے کوئی زیادتی کسی کے حق میں ہوگئی ہو تو معاف کردو؛ کیوں کہ وہ بھی عفو ودرگذر سے کام لیا کرتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اسلام پر بیعت کرنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بھی شرط لگائی؛ چنانچہ میں نے اس پر بھی بیعت کی تھی، اس مسجد کے رب کی قسم! میں تم سبھوں کا خیر خواہ ہوں، پھر استغفار کرتے ہوئے ممبر سے نیچے اتر آئے۔(۳)

بائع کے ساتھ خیر خواہی کا نادر نمونہ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر تمام مسلمانوں سے خیر خواہی کی بیعت کی تھی اور وہ اس معاملہ میں کبھی چوکتے نہ تھے، ایک مرتبہ ان کے ایک وکیل نے تین سو درہم میں ان کے لئے گھوڑا خریدا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑا دیکھا تو محسوس ہوا کہ یہ تو چار سو درہم کے مساوی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا کہ تم اسے چار سو درہم میں بیچنے پر

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۲۵۱۰۔
(۲) فتح الباری ۱/ ۱۳۹، باب قول النبی: الدین النصیحۃ۔
(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۔

راضی ہو، اس نے کہا: بالکل راضی ہوں، پھر آپ رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ یہ تو پانچ سو کا لگتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے پانچ سو میں بیچو گے؟ مالک نے رضامندی کا اظہار کیا، پھر ان کو خیال ہوا کہ یہ تو چھ سو درہم کا لگتا ہے، پھر اسی طرح کا سوال و جواب ہوا، پھر سات سو، پھر آٹھ سو تک پہونچے اور جس گھوڑے کی قیمت تین سو درہم طے ہو چکی تھی، بائع بھی تین سو درہم پر دینے کے لئے رضامند تھا؛ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خیرخواہی کے خلاف سمجھا کہ جو گھوڑا آٹھ سو کا ہو اسے صرف تین سو میں خریدا جائے؛ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بائع کو آٹھ سو درہم دے کر گھوڑا خریدا۔(۱)

خیرخواہی کا یہ اعلیٰ درجہ ہے، وہ حضرات اسی کے لئے پیدا کئے گئے تھے، ظاہر و باطن ان کا بالکل یکساں تھا۔

نصح کا مفہوم

نصیحت عربی لفظ ہے، اردو میں اس کا ترجمہ اگرچہ خیرخواہی سے کیا جاتا ہے؛ لیکن خیر خواہی کا لفظ نصیحت کے پورے مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر ہے، علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ (م:۳۸۸) فرماتے ہیں کہ لفظ نصیحت بہت ہی جامع کلمہ ہے، جس کی نظیر دوسری زبانوں میں نہیں ملتی، دیکھنے میں تو ایک لفظ ہے؛ لیکن اپنے اندر سامنے والے کے لئے ہر طرح کی خیر و بھلائی کو سموئے ہوئے ہے، علامہ مازری مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م:۵۳۶) فرماتے ہیں کہ نصیحت عربی زبان میں "**نصحت العسل**" سے مشتق ہے، یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ موم سے شہد کو اچھی طرح الگ کرلیا جائے اور بالکل صاف ستھرا کرلیا جائے، اس لحاظ سے نصیحت کا مطلب یہ ہوگا کہ مخاطب کو اخلاص کے ساتھ کوئی بات کہی جائے یا "نصح"، بمعنی سلائی سے مشتق ہے، اس صورت میں نصیحت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اپنے پراگندہ حال بھائی کے احوال کی اصلاح کی جائے، جس طرح سوئی سے پھٹے ہوئے کپڑے کی اصلاح کی جاتی ہے، اسی سے توبۂ نصوح آتا ہے، گویا گناہ دین کے قبا کو چاک کردیتا ہے اور توبہ اس کی اصلاح و درستگی کردیتی ہے۔(۲)

---

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۴۸، حرف الجیم۔
(۲) فتح الباری ۱/۱۳۶، باب قول النبی: الدین النصیحۃ الخ۔

خیرخواہی کی اہمیت

اسلام میں خیرخواہی کی بڑی اہمیت ہے، اللہ کے نزدیک کسی انسان کے ساتھ خیرخواہی کرنا محبوب ترین عمل ہے، حضرت امامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

میرے بندے کی اعمال میں محبوب ترین عمل میرے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے۔(۱)

اورطبرانی کی روایت میں ہے:

أحب عبادة عبدي إلي النصيحة.(۲)

میرے بندے کا میرے نزدیک محبوب ترین عبادت دوسروں کے ساتھ نصح وخیرخواہی کرنا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے قسم کھا کرفرمایا:

اللہ کے نزدیک بندوں میں سے محبوب تر بندے وہ ہیں جوسورج اور چاند کی نگرانی کرنے والے (یعنی مؤذنین) ہیں اور جو چلتے پھرتے لوگوں کے ساتھ خیرخواہی کرنے والے ہیں۔(۳)

حسن بصری رضی اللہ عنہ کی صراحت

حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ساتھ خیرخواہی کرتے ہیں اور خیرخواہی جن کا شیوہ ہوتا ہے وہ درحقیقت روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ (۴) بعض تابعین سے منقول ہے کہ اگر میں جامع مسجد میں داخل ہوں اور وہ لوگوں سے بھری

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۱۹۱۔
(۲) المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۷۸۸۰۔
(۳) الزہد لوکیع، باب من یحب الرب الی خلقہ۔
(۴) شرح صحیح البخاري لابن بطال ۱/ ۱۳۰۔

ہوئی ہو اور مجھ سے پوچھا جائے کہ ان سب میں بہتر کون ہے؟ تو میں جواب دوں گا کہ جو لوگوں کے ساتھ زیادہ خیرخواہی کرنے والا ہے اور اگر یہ پوچھا جائے کہ ان میں سب سے بُرا کون شخص ہے؟ تو میں کہوں گا کہ جو لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کا معاملہ زیادہ کرنے والا ہے۔(۱)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تر بندے وہ ہیں جو اللہ کی محبت لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور روئے زمین پر نصح و خیرخواہی کرنے کو عام کرنا جن کا عظیم مقصد ہوتا ہے۔(۲)

خیرخواہی قول و فعل دونوں سے ہو

علامہ ابن بطال علیہ الرحمۃ (م:۴۴۹ھ) کہتے ہیں کہ بعض احادیث میں نصح و خیرخواہی کو دین قرار دیا گیا ہے، تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

الدين النصيحة۔(۳)

دین خیرخواہی کا نام ہے۔

اور دین قول و فعل کے مجموعہ کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیعت آپ ﷺ نے جس طرح نماز و زکوۃ پر لی جو اعمال کے قبیل سے ہے، اسی طرح نصح و خیرخواہی کرنے پر بھی لی ہے؛ لہٰذا خیرخواہی قول و فعل دونوں سے ہونا چاہئے۔(۴) قولی خیرخواہی تو یہ ہے کہ جو چیزیں مفید ہوں خواہ دنیوی لحاظ سے یا دینی اعتبار سے، اس کی طرف لوگوں کی رہنمائی کی جائے اور انہیں باخبر کیا جائے، اخلاص، نرمی اور شفقت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے، عبادات اور دیگر امور خیر میں انہیں رغبت دلائی جائے اور فعلی خیرخواہی یہ ہے کہ بڑوں کی تعظیم و توقیر کی جائے، چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے، جو اپنے لئے پسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کیا جائے، حسد اور دھوکہ دہی سے گریز کیا جائے، عیوب کو دور کرنے کی

(۱) إحياء علوم الدين: ۲/۷۷، كتاب آداب الكسب والمعاش۔
(۲) الزہد لاحمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۱۶۴۸، اخبار الحسن بن ابی الحسنؒ۔
(۳) مسلم، حدیث نمبر: ۵۵۔
(۴) شرح بخاری لابن بطال: ۱/۱۲۹۔

فکر اور اس کی پردہ پوشی کی جائے، ضرر رساں چیزوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا جائے، امور خیر کے لئے راہ ہموار کی جائے اور لوگوں کے اموال واعراض کی حفاظت کی شکلیں پیدا کی جائیں۔(۱)

نصیحت کا حکم

علماء کا کہنا ہے کہ نصح وخیر خواہی کرنا فرض کفایہ ہے، اگر ایک صاحب بھی اس کو انجام دے دیں تو سب سے فریضہ ساقط ہو جائے گا، نیز نصیحت بقدر استطاعت ضروری ہے، جب کہ نصیحت کرنے والے کو معلوم ہو کہ مخاطب اس کی نصیحت کو قبول کرلے گا اور کہا مان جائے گا اور یہ بھی اطمینان ہو کہ نصیحت کی وجہ سے اسے ایذا و تکلیف نہیں پہونچے گی، اور اگر اس کا خوف ہو تو اسے نصیحت نہ کرنے کی گنجائش ہے اور چاہے تو عزیمت پر عمل کرے اور پیش آنے والی تکلیف کو برداشت کرے۔(۲)

مشورہ لینے والوں کے ساتھ خیر خواہی

نصح وخیر خواہی کا ایک اہم پہلو مشورہ بھی ہے کہ اگر کوئی مشورہ طلب کرے تو ان کو اچھے سے اچھا مشورہ دیا جائے، حدیث پاک میں مشورہ دینے والے شخص کو امانت دار کہا گیا ہے۔(۳) اس لئے مشورہ دیتے وقت خیر خواہی پورے طور پر ملحوظ رکھے، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :

> جب میں اپنے پہلے شوہر کی عدت سے فارغ ہوگئی تو مجھے پیغام نکاح معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونوں نے دیا، میں مشورہ کی غرض سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہونچی اور آپ ﷺ کے سامنے ان دونوں کے پیغام کا ذکر کیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم تو عام طور پر سفر میں رہتے ہیں، یا وہ اپنی بیوی کو تنبیہ اور زجر وتوبیخ کرتے رہتے ہیں، اس کے ساتھ خوشگوار زندگی مشکل سے گذرے گی اور جہاں تک معاویہ کی بات ہے

(۱) نووی حاشیہ مسلم، حدیث نمبر:۹۵، باب الدین النصیحۃ۔
(۲) مرقاۃ المفاتیح، حدیث نمبر:۴۹۶۶، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔
(۳) حلیۃ الاولیاء:۶/۱۹۰، تذکرہ سلام بن ابی مطیع۔

تو وہ ایک محتاج وغریب آدمی ہیں، معاشی پریشانی تم کولاحق ہوگی؛ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو، اولاً مجھے یہ مشورہ اچھا نہیں لگا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوبارہ ارشاد فرمانے پر میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا اور ان کے ساتھ میری ازدواجی زندگی واقعۃً بڑی اچھی رہی۔(۱)

آپ ﷺ نے اگرچہ پیغام دینے الوں کے عیب کا ذکر کیا ہے؛ لیکن مقصود چوں کہ مشورہ لینے والی صاحبہ کے ساتھ خیرخواہی کرنا تھا اور اس کے بغیر چوں کہ صحیح خیرخواہی نہیں ہوسکتی تھی؛ اس لئے آپ ﷺ کو عیب ذکر کرنا پڑا اور پھر ایک تیسرے صاحب کی نشاندہی اور ایک گونہ اس کے ساتھ نکاح کرنے پر اصرار کرکے واقعۃً بہت بڑی خیرخواہی آپ ﷺ نے ان صاحبہ کے ساتھ کی تھی اور بعد میں ان کو بھی آپ ﷺ کے صحیح مشورہ دینے کا اعتراف کرنا پڑا۔

غیرموجود شخص کے ساتھ خیرخواہی

جو شخص سامنے نہ ہو، نظروں سے اوجھل ہو، یا سفر میں ہو تو ان کے ساتھ بھی خیرخواہی کا برتاؤ کرنا اس کا حق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ موجود نہ ہو تو اس کے ساتھ خیرخواہی کی جائے۔(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کے واسطے سے حضور ﷺ کا ارشاد علامہ اصبہانی علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

و إذا غاب حفظ غيبته ۔(۳)

مسلمان کے چھ حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ موجود نہ ہو تو اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرے۔

غائب مسلمان کے ساتھ خیرخواہی یہ ہے کہ اس کی بُرائی لوگوں کے سامنے بیان نہ

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۸۰۔
(۲) شعب الایمان، حدیث نمبر: ۸۳۷۹۔
(۳) التوضیح والتنبیہ لابی الشیخ الاصبہانی ۱/۲۷، باب مایلزم المسلم۔

کرے، اس کی غیبت کرنے سے اپنی زبان کی حفاظت کرے، کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا گویا اس سے حسد کرنا ہے، حضرت عوف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا کہ حاسد کی تین علامتیں ہیں: جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہو تو چاپلوسی کرے، سامنے نہ ہو تو اس کی غیبت کرے اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو مذاق اڑائے۔(۱) اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اس کی غیبت یا ہتک عزت کررہا ہو تو جہاں تک بس میں ہو اسے روکنے کی کوشش کرے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، علامہ بیہقی علیہ الرحمۃ (م: ۴۵۸ھ) نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

من نصر أخاه بالغيب وہو يستطيع نصره نصره الله في الدنيا والآخرة -(۲)

جو شخص اپنے بھائی کی غائبانہ مدد کرے اور وہ مدد کرنے پر قادر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد دنیا و آخرت دونوں میں کرے گا۔

دعا کرنا بھی خیرخواہی ہے

غائب مسلمان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا بھی اس کے ساتھ خیرخواہی کرنا ہے، غائبانہ دعا کرنے والوں کی تعریف قرآن پاک میں بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِہِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ-(۳)

نیز (یہ مال) ان لوگوں کا (حق ہے) جو ان سب کے بعد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمیں بھی اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے

(۱) التوضیح والتنبیہ لابی الشیخ الاصبہانی ۱/ ۴۴، باب ما اُدبہ النبی ﷺ الخ۔
(۲) شعب الایمان، حدیث نمبر: ۷۲۳۴۔
(۳) الحشر: ۱۰

لئے کسی قسم کا کوئی کھوٹ نہ رکھ اے ہمارے رب بلاشبہ تو بڑا ہی شفیق انتہائی مہربان ہے۔

حضور ﷺ کو مومنین کے لئے استغفار کا حکم

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مؤمنین اور مؤمنات کے لئے استغفار کا حکم دیا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔(۱)

اور معافی مانگو اپنے گناہ کے لئے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔(۲)

اے میرے رب بخشش فرما دے تو میری بھی میرے ماں باپ کی بھی اور ہر اس شخص کی بھی جو داخل ہو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں اور سب ہی ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب ۔ (۳)

اے ہمارے رب! بخشش فرما دے میری بھی، اور میرے والدین کی بھی، اور سب ایمان والوں کی بھی، اس دن جب کہ حساب قائم ہوگا۔

فرشتوں کی دعا کا استحقاق

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

(۱) محمد:۱۹۔ (۲) نوح:۲۸۔ (۳) ابراہیم:۴۱۔

ما من عبد مسلم يدعو لأخيه بظهر الغيب إلا قال الملک ولک بمثل - (۱)

جو مسلمان اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہارے لئے بھی اسی طرح ہو۔

اور حضرت صفوان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں اپنے خسر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے گیا، وہ گھر پر تشریف فرما نہ تھے؛ البتہ ہماری خوشدامن حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا موجود تھیں، انہوں نے پوچھا کہ امسال آپ کا حج کا ارداہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لئے خیر کی دعا کرنا؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے، دعا کرنے والے کے قریب ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعا کرتا ہے تو موجود فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ تمہارے لئے بھی اسی جیسا ہو۔(۲)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اس سے اپنے بھائی کے بارے میں اس شخص کا غیر معمولی خلوص ومحبت اور خیر خواہی کا بہترین جذبہ ظاہر ہوتا ہے، اسی حکم میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی متعین مسلمان کے لئے تو دعا نہیں کرتا؛ لیکن جماعت مسلمین کے لئے دعا کرتا ہے، حدیث مذکور میں یہ بھی خوشخبری کہ اس سے دعا قبول ہوگی۔(۳) کیوں کہ دعا کرنے والا اللہ کی رضا وخوشنودی والا کام کر رہا ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔(۳)

غائب شخص کے حق میں دعا جلد قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أسرع الدعاء إجابة دعا غائب لغائب -(۴)

(۱) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۷۳۲۔
(۲) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۲۷۳۳۔
(۳) دلیل الفالحین ۷/۲۹۹۔
(۳) حوالہ سابق
(۴) الادب المفرد، حدیث نمبر: ۶۲۳۔

تمام دعاؤں سے جلد قبول ہونے والی دعاوہ ہے جو غائب شخص کے لئے ہو۔

اس لئے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے لئے دعا کرنا چاہتے تھے تو ان دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو بھی شامل کرتے تھے؛ تاکہ ان کی برکت سے خود ان کی دعا قبول ہو سکے، اور انہیں بھی اس کے بقدر حاصل ہو جائے اور ایک حدیث میں تو صراحۃً مذکور ہے کہ کسی بھائی کے لئے اگر غائبانہ دعا کی جائے تو وہ رد نہیں کی جاتی ہے۔(۱) گویا وہ وہ دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ستر بھائیوں کے لئے سجدہ کی حالت میں نام لے کر دعا کرتا ہوں۔(۲) یہ خیرخواہی کا اعلیٰ درجہ ہے، پوری جماعت مسلمین کے لئے دعاء کرنے میں وہ خصوصی حضرات بھی شامل ہو جاتے؛ لیکن ناموں کی اتنی لمبی فہرست سجدہ کی حالت میں لیتے اور ہر ایک کے لئے جداگانہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

یہی حضرات تھے جو حدیث پر عمل کر کے دکھا گئے، وہ گویا اس کے لئے پیدا کئے گئے تھے، غائبانہ دعا کرنے کی جو فضیلت ہے اس پر انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود عمل کیا؛ بلکہ بعد میں آنے والوں کے لئے اسوہ اور نمونہ بھی چھوڑ کر گئے کہ کس طرح غائبانہ دعاء کی جائے اور اس میں کیا نیت کی جائے، غائبانہ دعا کرنے میں خود دعا کرنے والے کا فائدہ ہے، اس سے جہاں خلوص ومحبت کا اظہار ہوتا ہے، وہیں اس کی دعا خود اپنے حق میں بھی قبولیت کے لائق بن جاتی ہے اور فرشتوں کی آمین کی مستحق بن جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس فضیلت کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین۔

گھر میں بلی رکھنے سے انکار

جو شخص اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور خدا کا خاص بندہ ہوتا ہے اس میں مخلوق خدا سے خیرخواہی اور جذبۂ محبت اسی قدر زیادہ ہوتی ہے، ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں چوہوں کی کثرت ہوگئی اور گھر کے سامان کو نقصان پہونچانے لگے تو کچھ لوگوں نے ان کو

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۳۵۷۷۔

(۲) احیاء علوم الدین: ۲/۱۸۶، کتاب آداب الالفۃ۔

یہ مشورہ دیا کہ آپ ایک بلی پال لیں، اس سے سارے چوہے یا تو بھاگ جائیں یا پھر بلی اسے اپنی غذا بنالے گی؛ لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ ہماری بلی کی آواز سن کر کہیں یہ چوہے ہمارے پڑوسی کے گھر نہ چلے جائیں اوران سے جو تکلیف مجھے پہونچ رہی ہے اس سے وہ حضرات بھی دو چار ہوجائیں گے، جو خیر خواہی کے خلاف ہے اور میں اپنے پڑوسیوں کے لئے ایسی بات پسند کرنے والا بن جاؤں گا، جسے خود اپنے لئے پسند نہیں کرتا ہوں۔(۱)

ظالموں پر رحم

نصح وخیر خواہی کا اہتمام اسلاف میں اس قدر تھا کہ خود مصیبت و پریشانی برداشت کر لیتے تھے؛ لیکن جن کی طرف سے پریشانی آتی تھی، ان کے میدانِ محشر کی پریشانی کا احساس کر کے غمزدہ ہوجاتے تھے، حضرت علی بن فضیل کو ایک مرتبہ روتے ہوئے لوگوں نے دیکھا، جب رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ جب میدان حشر میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اوران سے ظلم کے متعلق سوال ہوگا اوراس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے تو اس وقت کی ان کی بے چارگی اور بے کسی کا احساس مجھے رولا رہا ہے کہ ان کا کیا حال ہوگا؟(۲)

چور کے انجامِ بد کا احساس

ان ہی کے بارے میں آتا ہے کہ طواف کی حالت میں کسی نے ان کے ساتھ موجود دینار کو چرالیا، ان کے والد بزرگوار نے ان کو روتا ہوا دیکھ کر پوچھا کہ کیا دینار کے چوری ہوجانے پر رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں چوری ہوجانے پر نہیں رو رہا ہوں، خدا کی قسم! مجھے تو اس مسکین پر رلائی آرہی ہے جس سے قیامت کے دن اس چوری کا حساب ہوگا اور وہ اس تعلق سے کوئی صفائی پیش نہ کر سکے گا۔(۳)

(۱) احیاء العلوم ۲/ ۲۱۳، کتاب آداب الالفۃ۔
(۲) حوالہ سابق ۲/ ۲۰۹، کتاب آداب الالفۃ۔
(۳) حوالہ سابق ۴/ ۲۸۳، بیان آداب المتوکلین۔

بددعا سے گریز

ایک بزرگ کے اوپر کسی نے ظلم و زیادتی کی، ان کی ہمدردی میں ایک صاحب نے ان سے عرض کیا کہ آپ اس ظالم کے حق میں بددعا کردیجئے، انہوں نے فرمایا کہ میں اس کے انجام سے بڑا متفکر ہوں، غمزدہ اور افسردہ ہوں، اس مشغولیت کی وجہ سے مجھے اس کے حق میں بددعا کرنے کا وقت کہاں مل رہا ہے؟ (۱) ظاہر ہے کہ یہ فکر نصح و خیرخواہی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

اسلاف کی خیرخواہی کے چند مظاہر

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں، کپڑوں کا کاروبار کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کے یہاں جوڑے مختلف قیمت کے تھے، بعض جوڑے چار سو درہم کے اور بعض دو سو درہم کے تھے، نماز کا وقت ہوگیا تو جلدی سے مسجد تشریف لے گئے اور دوکان پر اپنے بھتیجے کو چھوڑ گئے، اس دوران ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے چار سو درہم والے جوڑے بتانے کو کہا، ان کے بھتیجے نے دو سو درہم والے جوڑے کو اس کے سامنے رکھا، اسے یہ جوڑا اچھا لگا، پسند آ گیا، اور چار سو درہم کے عوض لینے پر راضی ہوگیا؛ چنانچہ چار سو درہم ادا کرکے وہ جوڑا لے لیا۔

راستے میں اس دیہاتی سے حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوگئی، انہوں نے وہ جوڑا ان کے ہاتھ میں دیکھ کر پوچھا کہ اسے تم نے کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے کہا: چار سو درہم میں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو سو درہم سے زیادہ قیمت کا نہیں ہے، ہمارے ساتھ چلو میں بقیہ پیسہ لوٹا دوں گا، دیہاتی نے کہا کہ ہمارے یہاں تو ایسے جوڑے کی قیمت پانچ سو درہم ہے، پھر میں چار سو درہم ادا کرنے پر بھی راضی تھا، میں نے تو اپنی خوشی سے چار سو درہم ادا کرکے یہ جوڑا لیا ہے؛ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو، خیرخواہی دنیا و مافیہا سے بہتر چیز ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دیہاتی کو کسی طرح دوکان پر لائے اور دو سو درہم واپس کیا اور اپنے بھتیجے پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم کو اللہ سے حیا نہیں آئی؟ تم کو اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں ہوا کہ اتنا زیادہ نفع لے کر فروخت کئے اور مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی کرنا بھول گئے، بھتیجے نے کہا کہ اس شخص نے

(۱) حوالہ سابق ۴/ ۲۸۳، بیان آداب المتوکلین۔

اپنی رضامندی سے یہ جوڑا چار سو درہم میں خریدا ہے؛ اس لئے اس میں میرا کیا قصور؟ مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس قیمت پر اپنے لئے تم لینا چاہتے ہو اسی قیمت پر اس دیہاتی کے لئے بھی تمہیں راضی ہونا چاہئے تھا۔(۱)

آپ ﷺ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک صاحب ریشم کے کپڑے آپ ﷺ سے خریدنے کے لئے آئے، آپ ﷺ نے اپنے غلام سے ریشم کا گٹھر لانے کو کہا، وہ لے کر آیا اور مشتری کو کھول کر بتایا، اسی دوران اس غلام کے منہ سے نکلا" اللہم ارزقنا الجنۃ "اے اللہ! مجھے جنت نصیب فرما، یہ سننا تھا کہ آپ ﷺ نے غلام سے کہا کہ اس گٹھر کو پھر باندھ کر اپنی جگہ رکھ دو، اسے ابھی نہیں بیچنا ہے، مشتری نے اصرار بھی کیا؛ لیکن آپ راضی نہ ہوئے؛ کیوں کہ غلام کی زبان سے" اللہم ارزقنا الجنۃ "نکل جانے سے آپ ﷺ کو یہ خوف ہوا کہ غلام نے اشارۃ سامان کی تعریف اور اس کی خوبی بیان کردی ہے، کہیں یہ دھوکہ میں شمار نہ ہوجائے۔(۲)

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بھی تجارت کرتے تھے، ان کے یہاں بھی مختلف قیمت کے مختلف گٹھر تھے، کچھ گٹھر پانچ درہم کے اور کچھ دس درہم کے تھے، ان کے ایک غلام نے پانچ والے کو دس درہم کے عوض فروخت کردیا، جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو اس خریدنے والے کو تلاش کرنے لگے؛ تاکہ اس کے پانچ درہم واپس کردیں، دن بھر اسے تلاش کرتے رہے، بالآخر وہ ملا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہمارے غلام نے غلطی سے پانچ درہم کے گٹھر کو دس درہم میں بیچ دیا ہے؛ اس لئے تم اپنی زائد رقم لے لو۔

اس شخص نے عرض کیا کہ میں تو دس درہم پر راضی ہو کر ہی خریدا تھا، مجھے تو اب یہ رقم لینے کا حق نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اگرچہ راضی تھے؛ لیکن میں اس قیمت پر لینے سے راضی نہیں؛ کیوں کہ ہم تمہارے لئے اسی قیمت کے عوض لینے پر راضی ہوں گے جس پر لینے کو ہم خود چاہتے ہیں؛ لہٰذا تم کو تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا، یا تو تم وہ گٹھر لے لو جس کی قیمت دس درہم ہے، یا تم وہ نہیں لیتے اور اس موجود گٹھر کے لینے پر راضی ہو تو یہ زائد پانچ درہم

(۱) مفتاح الافکار والتاہب لدار القرار ۱/۱۷۰، موعظۃ: ۸۔
(۲) حوالہ سابق۔

لے لو، یا پھر ہمارا گٹھر واپس کر دو اور اپنے درہم لے لو، خریدار نے کہا کہ مجھے تو یہی گٹھر پسند ہے، مجھے پانچ درہم دے دو، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ادا کیا اور وہ گٹھر اور پانچ درہم لے کر واپس ہوا؛ لیکن اسے بہت تعجب ہوا، اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیر خواہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، (۱) یہ سن کر دیہاتی نے کہا کہ یہ ایسی شخصیت ہیں کہ قحط سالی میں ان کے طفیل اگر بارش طلب کی جائے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو بارش سے نوازے گا۔ (۲)

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا ایک غلام گنے کا کاروبار کرتا تھا، ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ اس مرتبہ گنے کی فصل اچھی نہیں ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ازراہ خیر خواہی اپنے غلام کو خط لکھا کہ گنا اس مرتبہ ضرور خریدو؛ چنانچہ اس نے خرید لیا، اور جب اس کے بیچنے کا وقت آیا تو تیس ہزار منافع کے ساتھ فروخت ہوا، آپ جب گھر واپس ہوئے تو رات بھر سوچتے رہے کہ میں نے تیس ہزار کا نفع حاصل کر لیا اور مسلمان کے ساتھ جو مجھے خیر خواہی کرنی تھی وہ ہم سے رہ گئی؛ چنانچہ وہ صبح سویرے بائع کے پاس پہونچے اور اسے تیس ہزار درہم دیا اور فرمایا: اللہ تمہیں اس مال میں برکت عطا فرمائے، اس نے عرض کیا کہ یہ مال مجھے کہاں سے آیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دراصل میں نے گنا خریدتے وقت تم کو حقیقت سے آگاہ نہیں کیا تھا، اس وقت میں گنا مہنگا تھا؛ لیکن تم سے ہم نے سستے دام پر خرید لیا تھا، بائع آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طے کردہ قیمت پر دل سے راضی تھا اور درہم لینے سے انکار کر دیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ درہم لے کر واپس آگئے، رات بھر پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نیند نہیں آئی اور یہ سوچتے رہے کہ شاید بائع کو مجھ سے حیا و شرم آئی؛ اس لئے درہم لینے سے انکار کر دیا ہوگا، دوسرے دن صبح سویرے پھر بائع کے پاس پہونچے اور فرمایا: اللہ آپ کو صحت و عافیت سے رکھے آپ اپنا مال لے لیجئے، میں خوشدلی سے آپ کو دے رہا ہوں؛ چنانچہ انہوں نے لے لیا، جب کہ وہ رقم تیس ہزار درہم تھی۔ (۳)

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ساٹھ قفیز اخروٹ ساٹھ دینار میں

---

(۱) مفتاح الافکار والتاہب لدار القرار ۱/ ۱۷۰، موعظۃ: ۸۔
(۲) احیاء علوم الدین ۲/ ۸۰، الکسب والمعاش۔
(۳) حوالہ سابق، ص: ۷۱۔

خریدے، اور اپنے نوٹس بورڈ پر لکھا کہ اسے تین دینار منافع لے کر بیچوں گا؛ لیکن اچانک اخروٹ کی قیمت میں اچھال آیا اور ساٹھ قفیز اخروٹ کی قیمت نوے دینار ہوگئی، ایک نیک اور صالح خریدار اخروٹ خریدنے کے لئے آئے اور قیمت دریافت کی، مالک نے تریسٹھ دینار قیمت بتائی، خریدار نے کہا کہ اس کی قیمت بڑھ گئی، اب یہ نوے دینار میں فروخت ہو رہا ہے؛ اس لئے میں نوے دینار میں خریدوں گا، مگر مالک تریسٹھ دینار پر بیچنے پر مصر رہے اور خریدار نوے دینار دینے پر بضد تھے، بالآخر کوئی اپنے موقف سے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور بیع نہ ہوسکی اور دونوں طرف سے خیرخواہی کا جذبہ بیع ہونے سے پہلے ہی ایک دوسرے کو جدا کردیا۔ (۱) امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس بزرگ کا نام سری سقطی علیہ الرحمہ لکھا ہے۔ (۲)

ابن سیرین علیہ الرحمہ بڑے اونچے درجے کے تابعین میں سے ہیں، خواب کی تعبیر میں یدطولیٰ حاصل تھا، ورع وتقوی سے بھی ان کو حصہ وافر ملا تھا، ایک مرتبہ انہوں نے اپنی ایک بکری ایک صاحب کے ہاتھ فروخت کی اور مشتری کو یہ بتایا کہ اس بکری میں ایک عیب ہے کہ یہ چارہ کو اپنے پاؤں سے الٹتی پلٹتی ہے۔ (۳) حالاں کہ عام طور پر بکریوں میں یہ بات پائی جاتی ہے، مگر نصح وخیرخواہی کا جذبہ ان پر تنا غالب تھا کہ جو چیز فطرت وعادت کے قبیل سے ہوا کرتی تھی اسے بھی سامنے والے کو بیان کردینا ضروری سمجھتے تھے، اور اس کو چھپا لینے اور نہ بیان کرنے کو خیرخواہی کے خلاف سمجھتے تھے۔

حسن بن صالح علیہ الرحمہ مشہور محدث ہیں، ورع وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے، بڑی محتاط زندگی گذارتے تھے، امام بخاری علیہ الرحمہ نے ان سے استفادہ کیا ہے اور بخاری شریف میں ان کی احادیث ذکر کی ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک باندی فروخت کی تو مشتری سے فرمایا کہ اس میں ایک عیب ہے اور وہ یہ کہ ہمارے یہاں رہتے ہوئے اسے ایک مرتبہ ناک صاف کرتے وقت خون آیا تھا۔ (۴)

(۱) احیاء علوم الدین ۲/ ۷۲، الکسب والمعاش۔
(۲) احیاء علوم الدین ۲/ ۸۰، الکسب والمعاش۔
(۳) احیاء علوم الدین ۲/ ۸۰، الکسب والمعاش۔
(۴) احیاء علوم الدین ۲/ ۷۷، کتاب آداب الکسب والمعاش۔

حضرت فضیل علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادے کو دیکھا کہ دینار کو اچھی طرح دھو رہے ہیں اوراس پر جم جانے والی میل کو اچھی طرح صاف کررہے ہیں؛ تاکہ اس کی وجہ سے وزن میں زیادتی نہ ہو؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے وزن میں اضافہ کرکے کسی کو دینا خیرخواہی کے خلاف ہے، یہ دیکھ کر حضرت فضیل علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادے کو مخاطب کرکے فرمایا:

یا بنی فعلک ہذا أفضل من حجتین وعشرین عمرۃ۔(۱)

اے پیارے! تمہارا یہ فعل دو حج اور بیس عمرہ سے بہتر ہے۔

حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ایک صاحب کے ہاتھ ایک خچر چارسو درہم میں بیچا، اس نے خچر پر قبضہ کرنے کے بعد کہا کہ کچھ سہولت کا معاملہ کیجئے، حسن بصری علیہ الرحمۃ نے سو درہم معاف کردیا، اس نے مزید احسان کی درخواست کی تو آپ علیہ الرحمۃ نے پھر سو درہم معاف کردیا اور مشتری سے صرف دوسو درہم لیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے تو صرف آدھی قیمت وصول کی اور آدھی قیمت مشتری کو معاف کردیا، انہوں نے فرمایا کہ احسان وخیرخواہی تو اسی کا نام ہے، جسے کسی کے ساتھ احسان وخیرخواہی کرنی ہو تو اسی طرح کرنی چاہئے۔(۲)

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ ایک بائع کے پاس کھڑے تھے، اس نے ایک صاحب کو ایک اونٹنی تین سو درہم میں فروخت کی، آپ رضی اللہ عنہ کو محسوس نہیں ہوا، خریدار اونٹنی لے کر چلا بھی گیا، جب حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا تو اس کے پیچھے دوڑے اور زور زور سے اسے آواز دینے لگے، ان کے قریب پہونچ کر پوچھا کہ تم نے یہ اونٹنی گوشت حاصل کرنے کے لئے خریدا ہے یا سواری کے لئے؟ اس نے کہا: سواری کے واسطے میں نے خریدا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے کُھر میں سوراخ ہے، جس کی وجہ سے یہ تیز نہیں چل سکتی، مشتری بائع کے پاس آیا اور اسے لوٹانا چاہا، مگر بائع نے سو درہم کم کرکے دوسو درہم پر لینے کے لئے مشتری کو راضی کرلیا، اب بائع نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تو میرے سو درہم کا نقصان کردیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے

(۱) احیاء علوم الدین ۲/۷۷، کتاب آداب الکسب والمعاش.
(۲) حوالہ سابق، ص:۸۱۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کریں گے۔(۱) اور عیب جانتے ہوئے نہ بتانا خیر خواہی کے خلاف تھا؛ اس لئے میں مشتری کو وہ عیب بتانے پر مجبور تھا۔

ایک جامع حدیث

خیر خواہی کے تعلق سے ایک نہایت جامع حدیث ہے، جسے بہت سے حضرات نے ان چار احادیث میں سے شمار کیا ہے جن پر اسلام کا مدار ہے اور جن میں پورا دین سمٹ کر آ گیا ہے؛ بلکہ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے تو صرف اسی حدیث کو مدار دین قرار دیا ہے۔(۲) اس سے اس حدیث کی غیر معمولی عظمت واہمیت معلوم ہوتی ہے؛ اس لئے اس عنوان کے آخر میں وہ حدیث اور اس کی مختصر تشریح کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

الدين النصيحة، قلنا لمن؟ قال لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم -(۳)

دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم لوگوں نے عرض کیا کہ خیر خواہی کس کے ساتھ کی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ، اس کی کتاب کے ساتھ، اس کے رسول کے ساتھ، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے ساتھ،

مطلب یہ ہے کہ نصح وخیر خواہی دین کا بنیادی ستون ہے، اس پر اسلام کا مدار ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: الحج عرفة(۴) کہ حج کی بنیادی چیز اور اس کا اہم رکن عرفہ ہے۔(۵) ایک حدیث میں ہے کہ جس کی صبح وشام اس حال میں نہ ہو کہ وہ اللہ کا، اس

---

(۱) احیاء علوم الدین ۲/۶۷، کتاب آداب الکسب والمعاش۔
(۲) شرح النووی علی مسلم، حدیث نمبر: ۵۵، باب بیان ان الدین النصیحۃ۔
(۳) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۵۵۔
(۴) ترمذی، حدیث نمبر: ۸۸۹۔
(۵) فتح الباری ۱۱/ ۹۴، کتاب الدعوات

کے رسول کا، اس کی کتاب کا، ائمہ کا اور عام مسلمانوں کا خیرخواہ ہو تو وہ مسلمانوں میں سے نہیں۔(۱)

اللہ کے ساتھ خیرخواہی

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میرے بندوں کی عبادت میں سے میرے نزدیک محبوب ترین عبادت میرے ساتھ خیرخواہی کرنا ہے۔(۲) حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ سب سے اچھا اور بہتر عمل کیا ہے؟ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ خیرخواہی کرنا افضل و بہتر عمل ہے۔(۳) ابوثمامہ رضی اللہ عنہ سابقہ مذہبی کتابیں پڑھا کرتے تھے، ان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کے حواری حضرات نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیرخواہی کرنے والا کسے کہا جائے گا؟ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے حق ادا کرنے سے پہلے خدا کا حق ادا کرتا ہو اور جب ایک ساتھ دو امور پیش آ جائیں: ایک دنیا سے متعلق اور دوسرا آخرت سے متعلق تو آخرت کو ترجیح دے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دنیا سے متعلق امر انجام دیا کرے۔(۴)

اللہ کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم

اللہ کے ساتھ خیرخواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات وصفات پر ایمان لائے، سارے صفات کمالیہ اور جلالیہ سے اسے متصف مانے اور تمام نقائص سے منزہ اور پاک سمجھے، اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اوامر کو بجالائے، نواہی کے ارتکاب سے خود کی حفاظت کرے، اللہ کے مطیع اور فرمانبردار بندوں سے دوستی کرے اور نافرمانوں سے دوری اور قطع تعلق کرے، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکرگذار رہے اور تمام معاملات کو اخلاص اور رضائے خداوندی کے جذبہ کے تحت انجام دیا کرے اور ان امور کی لوگوں کو بھی نرمی وشفقت کے ساتھ

(۱) المعجم الصغیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۹۰۷۔
(۲) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۱۹۱۔
(۳) جامع العلوم والحکم ۱/ ۲۲۵۔
(۴) الزہد للوکیع، حدیث نمبر: ۲۴۷۔

دعوت دے۔

اللہ کے ساتھ خیرخواہی کے درجات

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیرخواہی کے دو درجات ہیں، پہلا درجہ فرض اور ضروری کا ہے کہ اس کے انجام دیئے بغیر چارہ نہیں، مثلاً: حتی الوسع فرائض کو ادا کرے، محرمات سے بچے اور اگر کسی مرض یا عذر کی بناء پر اسے انجام نہ دے سکے تو اس بات کا عزم مصمم رکھے کہ اعذار ختم ہوتے ہی ہم اس کو ضرور ادا کریں گے، قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ جو ضعیف و کمزور اور بستر مرض پر پڑے حضرات جہاد میں بنفس نفیس شریک نہ ہوسکیں، اسی طرح جو معاشی لحاظ سے کمزور ہوں اور جہاد میں شریک ہونے والوں پر خرچ نہ کرسکیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ احکام کا کسی کو مکلف نہیں بناتا۔(۱) اور ان حضرات کو چونکہ جہاد میں شرکت کرنے کی سکت نہیں ہے اور مال بھی نہیں ہے کہ مجاہدین کیلئے اسباب جہاد مہیا کرسکیں؛ اس لئے گناہ نہ ہونے کی وضاحت کردی گئی؛ البتہ عدم شرکت اور عدم انفاق کے باوجود دل سے خدا اور رسول کے ساتھ خیرخواہی کا جذبہ رکھنا بہرحال ضروری ہے، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو محسنین کی جماعت میں داخل ہیں اور خدا کی وسیع مغفرت ورحمت سے مستفید ہوں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاء وَلاَ عَلَى الْمَرْضَى وَلاَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَجِدُونَ مَا يُنفِقُوْنَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُواْ لِلّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِن سَبِيْلٍ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيْم - (۲)

کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں، جب کہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ (اور احکام میں) خلوص رکھیں (ان) نیکوکاروں پر کسی قسم کا الزام (عائد) نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے، بڑی رحمت والے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعذار وموانع کی وجہ سے دیگر اعمال شرعیہ مؤخر اور کبھی

(۱) البقرہ: ۲۸۶۔ التوبہ:۹۱۔

ساقط بھی ہوجاتے ہیں؛ لیکن اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نصح وخیرخواہی ایسا مامور بہ ہے جو کبھی ساقط نہیں ہوتا ہے، دل سے تو انسان اللہ اور اس کے رسول کا خیرخواہ بہر صورت ہوسکتا ہے، اس سے اس مامور بہ کی مزید اہمیت واضح ہوتی ہے۔

اور خیرخواہی کا دوسرا درجہ نفل کہلاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی تمام تر محبوبات ومرغوبات کو اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کردے، دل میں اللہ کے مقابلے میں کسی اور کی محبت نہ ہو، اعضاء وجوارح سے بھی صرف اس کے اوامر کو بجالایا جائے اور دنیا کی کسی چیز کو اللہ کے اوامر کے بجالانے میں حارج نہ سمجھا جائے، اور اس پر دل میں فرحت وانبساط محسوس کرے، یہ درجہ بہت اونچا ہے اور مقربین کو حاصل ہوا کرتا ہے۔(۱)

کتاب اللہ کے ساتھ خیرخواہی کا مفہوم

قرآن پاک خدا کی طرف سے بندوں کیلئے ایک پیغام ہے، اسے پڑھے، اس کے معانی ومطالب کو سمجھے، اس میں غور وفکر کرے، اس کے مطالبات پر عمل کرے اور ممنوعات ومحرمات سے بچے، جیسا کہ اپنے بڑوں اور عزیزوں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کو انسان سمجھنے اور اس کے مندرجات سے واقف ہونے کی کوشش کرتا ہے، اگر خود اس میں کامیاب نہیں ہوتا ہے کہ زبان سے واقف نہیں ہے، یا مضمون ہی سمجھ سے باہر ہے تو دوسروں کی خدمات حاصل کرتا ہے؛ لیکن بہر حال سمجھنے کی غیر معمولی کوشش کرتا ہے، یہی حال اس کا قرآن پاک کے ساتھ بھی ہونا چاہیے، خود اس زبان کو سیکھے اور اس کے مطالبات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اگر ابتداء میں ایسا نہ ہوسکے تو کوشش جاری رکھے اور واقف کار سے اس بارے میں رہنمائی حاصل کرے، تلاوت کرنے میں اس کے حروف کی صحیح ادائیگی پر توجہ دے، غنہ، اخفاء، مد اور دیگر صفات محسنہ کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرے اور لحن جلی وخفی سے بچے، آواز میں درد اور حسن پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور اسے عام کرنے کی کوشش کرے؛ تاکہ دوسرے حضرات بھی اسی طرح تلاوت کریں اور اس کے معانی ومطالب کو سمجھیں۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم ۱/ ۲۲۰۔

اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کا مفہوم

حضور ﷺ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کی رسالت کی تصدیق کی جائے، اللہ کی طرف سے جو بھی پیغام لے کر وہ آئے ہیں ان پر ایمان لایا جائے، ان کے اوامر ونواہی کی بجا آواری کی جائے، ان کی تعظیم وتوقیر کی جائے، احادیث وسنت کی نشر واشاعت میں حصہ لیا جائے، علوم حدیث کی تحصیل میں جدوجہد کی جائے، اور اس سے منتسب افراد کی بھی توقیر وتعظیم کی جائے، ان کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ کیا جائے، اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اظہار محبت اور عزت وتکریم کا برتاؤ کیا جائے، بدعات کو رواج دینے، اسے عملی جامہ پہنانے اور صحابہ کی شان میں بے ادبی کرنے والوں سے نفرت کا اظہار کیا جائے اور اخلاق وعادات میں حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنا نمونہ بنا جائے۔

علامہ آجری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ خیر خواہی کی دو صورتیں ہیں: ایک تو وہ حضرات ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوئے، اور ایک وہ ہیں جو آپ ﷺ کے بعد آئے، جو آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکے، جن حضرات نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا اور جنہیں عرف عام میں صحابہ جیسے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے، ان پر اللہ تعالیٰ نے یہ لازم کیا تھا کہ آپ ﷺ کی وہ توقیر وتعظیم کریں، نصرت وحمایت کریں، آپ ﷺ کی باتوں کو غور سے سنیں اور ان پر عمل کریں، ان حضرات نے اپنی یہ ذمہ داری بحسن وخوبی ادا کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی وفاداری کی تعریف کر کے اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

جو حضرات آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے، بعد میں آئے مثلاً: تابعین، تبع تابعین اور بعد میں آنے والے حضرات تو ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت کو محفوظ کریں، آپ ﷺ کی امت تک اسے پہونچائیں، اور احکام شریعت سے ان کو واقف کرائیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کریں، اگر وہ ان ذمہ داریوں کو نبھائیں گے تو وہ وارثین انبیاء کہلائیں گے۔(۱)

(۱) شرح بخاری لابن بطال ۱/۱۳۱)، باب الدین النصیحۃ۔

ائمہ مسلمین کے ساتھ خیر خواہی

ائمہ مسلمین میں مسلمان حکام اور علماء دونوں داخل ہیں، دونوں کے ساتھ خیر خواہی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا مستقل حکم ہے، ائمہ مسلمین کا متبادر معنی چونکہ مسلمان حکمراں ہے؛ اس لئے ان کے تعلق سے احادیث میں جو تاکید ہے اسی طرح ان کے ساتھ خیر خواہی کا جو مفہوم اسے مختصر طور پر ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں سے خوش ہوتے ہیں، اور تین باتوں سے ناراض ہوتے ہیں، جن تین باتوں سے خوش ہوتے ہیں: ان میں ایک یہ ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، دوسرے یہ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو اور تیسری بات یہ ہے کہ اپنے حکمرانوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرو، اور جن تین باتوں سے اللہ کو ناراضگی ہوتی ہے: ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان قیل وقال کرنا شروع کردے، مال ضائع کرنے لگے اور سوال کی کثرت کردے۔ (۱) اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تین صفات ایسی ہیں جن کے بارے میں کسی مسلمان کا دل کبھی بھی دغا نہیں کرسکتا، عمل میں اخلاص، مسلمانوں کے حکام کے ساتھ خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل کر رہنا؛ کیوں کہ جماعت مسلمین کی دعائیں بہت مقبول ہوتی ہیں۔ (۲) حضرت سائب بن یزید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرا ملامت کرنے والوں کی ملامت سے خوف کھانا بہتر ہے یا اس سے بے پرواہ ہوکر اپنے کام کی طرف متوجہ رہنا اچھا ہے؟ جواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو حاکم وقت ہو اور مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار ہو، اسے تو اپنا کام کرتے رہنا چاہیے، اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے خوف نہیں کھانا چاہیے، اور جو حاکم وقت نہ ہو اور کوئی ذمہ داری اس پر نہ ہو تو وہ اپنی اصلاح میں لگا رہے اور اپنے امیر اور حاکم وقت کے ساتھ خیر خواہی کرتا رہے۔ (۳)

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۷۹۹۔ مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۱۵۹۔

(۳) التمہید لابن عبد البر ۲۱/ ۲۸۵۔

ائمہ مسلمین کے ساتھ خیر خواہی کا مفہوم

مسلمان حکام کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ صحیح کاموں میں ان کا تعاون کیا جائے، ان کے احکام مانے جائیں، لوگوں کو بھی ماننے پر آمادہ کیا جائے، حدود سے تجاوز کرنے پر نرمی وملاطفت کے ساتھ انہیں نصیحت کی جائے اور مسلمانوں کے معاملات بہتر طور پر حل کرنے کی تلقین کی جائے، ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کیا جائے، لوگوں میں ان کی محبت عام کرنے کی کوشش کی جائے، امام خطابی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ خیر خواہی میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے، ان کے جھنڈے تلے جہاد کیا جائے، اموال زکوٰۃ بیت المال میں جمع کیا جائے، اگر ان کی طرف سے ظلم ہونے لگے تو پند ونصائح سے اسے ختم کرنے کی کوشش کی جائے، ان کے خلاف تلوار نہ اٹھائی جائے، ان کے حق میں خیر وصلاح کی دعا کی جائے، ان کی واقعی تعریف کی جائے، خلاف واقعہ تعریف کرنے سے گریز کیا جائے، ان کے بارے میں لوگوں کے درمیان غلط فہمیاں ہوں تو اسے زائل کرنے کی جد وجہد کی جائے اور ان کے ساتھ حسن ظن سے کام لیا جائے۔

ائمہ مسلمین کو نصیحت کب کی جائے؟

حضرت مالک بن انس علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ حکام وقت کے پاس آدمی بغرض وعظ ونصیحت جا سکتا ہے؛ تاکہ اسے امور خیر کی طرف رہنمائی کی جا سکے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب قبول کرنے کی توقع ہو تو جانا چاہیے اور اگر ایسی توقع نہ ہو تو پھر ان کے یہاں پند ونصیحت کیلئے جانا ضروری نہیں ہے۔(۱) حضرت ابوعمرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر حکام وقت کو پند ونصیحت کرنے پر قادر نہ ہو تو صبر کرے اور صلاح وتقوی کی دعا کرے۔(۲)

ائمہ مسلمین کو نصیحت کیسے کرے؟

ائمہ مسلمین کو نصیحت کرنے میں بڑی نزاکت ہے، ایک طرف ان کی حیثیت عرفی کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے اور دوسری طرف ان کو حق کی اطاعت کرنے پر آمادہ کرنا ہوتا ہے، بسا اوقات

(۱) التمہید لابن عبدالبر ۲۱/۲۸۵۔
(۲) حوالہ سابق

بھرے مجمع میں ٹوکنا ان کی حیثیت عرفی پر حملہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے؛ اس لئے تنہائی اور خلوت میں ان کو نصیحت کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حاکم کو کسی معاملہ میں پند و نصیحت کرنا چاہے تو علی الاعلان نصیحت نہ کرے؛ بلکہ تنہائی میں نصیحت کرے، اگر اس نے قبول کرلیا تو مقصد حاصل ہوگیا ورنہ تو تم نے اپنی ذمہ داری ادا کردی۔(۱)

اس حدیث کی بناء پر علماء نے لکھا ہے کہ حکام وقت کو نصیحت خلوت میں کی جائے، علانیہ نہ کی جائے؛ کیونکہ نصیحت کے مفہوم ہی میں خیر داخل ہے اور سراً نصیحت کرنے میں خیر کا پہلو غالب ہوا کرتا ہے؛ اس لئے اس کو ترجیح دینی چاہیے؛ البتہ کسی منکر پر انکار علانیہ ہوا کرتا ہے؛ اس لئے انکار تو علانیہ کرنا چاہیے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کسی منکر کو دیکھے تو اس کی اصلاح اپنے ہاتھ سے کرے، اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے اسے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔(۲)

تنہائی میں نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بات صرف ناصح اور منصوح کے علم میں ہو، دوسرے حضرات اس پر آگاہ نہ ہوسکیں؛ لہٰذا اگر کسی نے نصیحت تو تنہائی میں کی؛ لیکن بعد میں لوگوں کے سامنے واضح کردیا کہ میں نے حاکم وقت کو ایسا ایسا کہا ہے اور اس کے تحت انہوں نے فلاں حکم جاری کیا ہے، تو پھر یہ تنہائی کی بات نہیں ہے؛ بلکہ علانیہ ہوگئی؛ اس لئے اس سے ہر ناصح کو بچنا چاہیے اور اس کو اپنی فضیلت و بزرگی میں اضافہ کا ذریعہ نہ سمجھا جائے؛ کیونکہ اس سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور حکام وقت کو اپنی ہتک عزت محسوس ہوتی ہے اور پھر وہ نصیحت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حاکم وقت پر علانیہ انکار کیا جاسکتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، ان کو نصیحت کرنی ہو تو تنہائی میں کرو۔(۳)

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جماعت آئی اور کہا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نصیحت کیوں نہیں کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان کو

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۳۳۳۔
(۲) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۴۹۔
(۳) جامع العلوم والحکم ۱/۲۲۵۔

نصیحت کر چکا ہوں؛ لیکن میں علانیہ نکیر کر کے فتنہ کا دروازہ نہیں کھولوں گا۔(۱) اسی لئے سلف صالحین جب کسی کو نصیحت کرتے تھے تو تنہائی میں کرتے تھے، حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ جو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے تو وہ واقعی خیر خواہ ہے اور جو علانیہ نصیحت کرتا ہے وہ فضیحت کرتا ہے۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حاکم وقت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم کرنا چاہتے ہو تو تنہائی میں کرو، علانیہ نہ کرو۔(۳) ایک صاحب نے مامون کو نصیحت کی اور اس نے سخت وسست جملے استعمال کئے، مامون نے کہا کہ تم سے بہتر آدمی نے مجھ سے زیادہ شریر شخص کو نصیحت کیا تھا، مگر ان کو حکم تھا کہ نرمی وملاطفت سے نصیحت کرنا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنا کر فرعون کے پاس بھیجا تھا؛ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم دیا تھا:

فَقُولَا لَهٗ قَوْلاً لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشٰى ۔ (۴)

پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرلے، یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے۔

ماتحتوں کے ساتھ خیر خواہی

جس طرح اسلام نے امیر اور حاکم وقت کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کی اطاعت فرمانبرداری کا پابند بنایا ہے، اسی طرح امیر و حاکم کو بھی اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، جو حاکم و ذمہ دار اپنے ماتحتوں سے غفلت برتتا ہے، اس کے بارے میں بڑی وعیدیں آئی ہیں، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس انسان کو کسی جماعت کا نگراں بنایا گیا اور وہ اس کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ نہیں کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے

(۱) بخاری مع فتح الباری حدیث نمبر: ۷۰۹۸ باب الفتنۃ التی تموج۔
(۲) مرقاۃ المفاتیح، حدیث نمبر: ۵۱۳۷، باب الامر بالمعروف۔
(۳) جامع العلوم والحکم ۱/ ۲۲۵۔
(۴) طٰہٰ: ۴۴۔

گا۔(۱)اورایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت کوحرام کردے گا۔(۲)اورایک روایت میں ہے کہ ایسا حاکم اپنے ماتحتوں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوسکے گا۔(۳)

حضرت ابن عمرؓ آپ ﷺ کا ارشادنقل فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہرایک ذمہ دار ہے، اور ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحت کے متعلق سوال ہوگا،مرداپنے گھروالوں کا ذمہ دار ہے،اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا،عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے،اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا،غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے،اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا،سن لوکہ ہر ایک ذمہ دار ہے،اور ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔(۴)اس لئے حاکم وقت کوبھی اپنی رعایا کے تعلق سے ہروقت فکرمند رہنا چاہیے،ان کے مسائل سے دلچسپی لینی چاہیے،ان کے دکھ درد اورآلام ومصائب میں شریک رہنا چاہیے،ان کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ کرنا چاہیے،ان سے صرف کام لینے کا طریقہ جاننے پر اکتفاءنہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس کے آرام، ذاتی ضروریات اورپیش آمدہ مسائل پربھی سنجیدگی سے غورکرنا چاہیے۔

عامۃ المسلمین کے ساتھ نصیحت کامفہوم

عامۃ المسلمین کے ساتھ نصح وخیرخواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کومصالح اورنفع بخش امور کی طرف رہنمائی کی جائے،ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے،کمزوریوں کودور کرنے پرتوجہ دی جائے،دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کی جائے،دھوکہ نہ دیا جائے اورحسد اورکینہ ان سے نہ رکھا جائے،ان کے لئے وہی چیز پسند کی جائے جو اپنے لئے پسند ہو،اگر وہ فسق وفجور میں مبتلا ہوں تو نرمی کے ساتھ ان کوسمجھایا جائے،چھوٹوں پرشفقت اور بڑوں کا اکرام کیا جائے،ان کی عزت وآبرو پرحرف آرہا ہو یا مال ودولت پرکسی قسم کا حملہ ہورہا ہوتو اسے دورکرنے کی کوشش کی جائے، محتاجوں کی مدد کی جائے،جاہلوں کی جہالت کوختم کرنے کی جدوجہد کی جائے،اگر اپنی دنیا کا

(۱) بخاری،حدیث نمبر:۷۱۵۰۔
(۲) مسلم شریف،حدیث نمبر:۱۴۲۔
(۳) مسلم شریف،حدیث نمبر:۱۴۲۔
(۴) بخاری،حدیث نمبر:۲۴۰۹۔

نقصان کر کے بھی دوسروں کو فائدہ پہونچانے کی شکل بن سکتی ہو تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے، سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ اگر مخلوق اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگ جائے اور اس کے نتیجے میں میرے جسم کا گوشت قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو بھی میں اس پر تیار ہوں۔(۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ کاش میں خدائی حکم کو روئے زمین پر نافذ کرتا اور میں بھی اس پر عمل کرتا اور لوگ بھی اس کی پابندی کرتے اور اس کے نتیجے میں میرا ایک ایک عضو گرتا رہتا، حتی کہ آخری حکم کی تنفیذ کے ساتھ میری روح بھی تن سے جدا ہو جاتی۔(۲)

کاش! نصح وخیرخواہی کی بارے میں ایسے ہی بلند خیالات ہم لوگوں میں بھی عام جائے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں اس پر عمل پیرا ہو جائے، تاجر اپنی تجارت میں، کارخانے کا مالک اپنی ایجادات میں، معلم اپنے شاگرد کے بارے میں، باپ اپنے بیٹے اور افراد خانہ کے بارے میں، شوہر اپنی شریک حیات کے بارے میں، کاشتکار اپنی زراعت میں، طالب علم اپنے مذاکرہ اور اپنے مدارس وجامعات کے بارے میں، معالج مریض کے حق میں اور آجر مزدور کے حق میں ایسا ہی خیرخواہ بن جائے تو یہ دنیا جنت نشاں بن جائے گی اور کسی کو دوسرے سے تکلیف نہیں پہونچے گی اور ہر ایک بھائی بھائی بن کر زندگی گذارے گا۔

نصیحت کے وقت درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھے

نصیحت کرتے وقت اگر چند باتوں کو ناصح ملحوظ رکھے تو اس سے فائدہ کی توقع زیادہ ہے۔

(۱) نرمی وملاطفت سے نصیحت کرے، خفگی کا اظہار نہ کرے، سخت وسست جملوں کے استعمال سے پرہیز کرے، بسا اوقات خشونت سلجھے ہوئے کاموں کو بھی الجھا دیتی ہے۔

(۲) موقع ومحل دیکھ کر نصیحت کرے، بے موقع نصیحت کا اثر الٹا پڑتا ہے، بے محل گفتگو کرنے سے بھی مخاطب پر اچھا اثر نہیں پڑتا ہے اور ایک طرح کا تکدر پیدا ہو جاتا ہے، جو قبولِ نصیحت کیلئے مانع بن جاتا ہے۔

(۳) نصیحت ایک کڑوی چیز ہے، اس لئے ناصح کو حکمت سے کام لینا چاہیے،

---

(۱) جامع العلوم والحکم ۱/ ۲۲۳۔

(۲) جامع العلوم والحکم ۱/ ۲۲۳۔

نصیحت کے لئے عمدہ الفاظ اور اچھے اسلوب کو اختیار کرنا چاہیے؛ اسی لئے قرآن پاک میں حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ساتھ دعوت دینے کی تلقین کی گئی ہے اور اسے پہلے اور دوسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے، جب کہ جدال حسن کو تیسرے نمبر پر جگہ دی گئی ہے۔(۱)

(۴) نصیحت کرتے وقت ناصح خود کو مخاطب سمجھے، سامنے والے شخص کو مخاطب نہ سمجھے، ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے شخص کو صحیح طور سے وضو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے ہر ایک وضو کرنے لگے اور بوڑھے سے کہا کہ آپ ہم دونوں کے بارے میں فیصلہ کریں کہ کون صحیح وضو کرتا ہے، بوڑھے نے غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ تم دونوں صحیح کرتے ہو، میں ہی غلط وضو کیا تھا، اس حکمت سے ان دونوں نے ایک بوڑھے کو نصیحت کی اور اسے احساس بھی نہیں ہوا۔

(۵) نصیحت کا جواب اگر تلخی سے ملے تو ہمت نہیں ہارنا چاہیے، ناصح کی ہمیشہ یہی تاریخ رہی ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کے بجائے بدسلوکی کی گئی ہے، پھولوں کے تاج کے بجائے کانٹوں کا تاج پہنایا گیا ہے، اسے خیر خواہ سمجھنے کے بجائے بدخواہ سمجھا گیا ہے، انبیاء اور مصلحین قوم کی تاریخ اس طرح کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں؛ اس لئے کام کرتے رہنا چاہیے، ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔

---

(۱) النحل: ۱۲۵۔